(۴۹)

اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھنا چاہیئے

(فرمودہ ۲۷۔نومبر ۱۹۱۴ء)

حضور نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بہت بڑے بڑے احسان ہیں مگر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نکلتی ہے۔ایک ایک ذرّہ ہمارے جسم کا اور ہر ایک ذرہ ہمارے کھانے کا جو ہمارے پیٹ میں جاتا ہے اور ہر ایک قطرہ پانی کا جسے ہم پیتے ہیں اور تمام وہ ہوا جو ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک سانس کے ساتھ ہمارے اندر جاتی ہے اور ہر ایک چیز جس پر ہماری نظر پڑتی ہے اور ایک ایک لفظ جو ہوا کے ذریعہ ہمارے کانوں میں جاتا ہے اور ہر ایک چیز جسے ہم پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلا رہی ہے مگر پھر بھی بہت کم لوگ ہیں جو اس قدر احسانات کی قدر کرتے ہیں۔

وہ کیا زمانہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ پھر دنیا نے کس طرح آپ کا انکار کیا اور آپ سے ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے۔ کہنے والے [1] نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے ہی اسے بڑھایا تھا اور اب میں ہی اسے گھٹا دوں گا۔ اور واقعہ میں اس وقت کے حالات ایسے تھے کہ وہ ایسا کہہ سکتا تھا۔ اس نے سمجھا کہ میں نے ہی اشاعۃ السنہ میں اس کی کتاب کی تعریف کی ہے اور میری وجہ سے یہ مشہور ہوا ہے اور میں ہی اب ایک مضمون اس کے خلاف لکھ دوں گا اور میں ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگا دوں گا تو یہ گر جائے گا اور تمام لوگ اسے چھوڑ دیں گے۔

لیکن وہ کیا جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک بیج اپنے ہاتھ سے بویا ہے اور وہ اسے اتنا بڑھائے گا اور اس درخت کو اتنا بڑا بنائے گا کہ اس کے سایہ میں جتنے لوگ بھی آنا چاہیں گے خواہ لاکھوں ہوں یا کروڑوں آجائیں گے اور اس کا سایہ سب کیلئے ہوگا اور اس کی شاخیں پھیلیں گی کہ اس کے نیچے چاہے کتنے آدمی آجاویں وہ سب کو اپنے سائے میں لے لیں گی اور کسی کو سایہ میں لینے سے انکار نہ کریں گی۔ ہاں بد بخت انسان اس کے سایہ کے نیچے آنے سے انکار کریں گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے رازوں کو وہی لوگ جانتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ کی اس قدر مخالفت ہو رہی ہے اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ حضور کو لوگ کس طرح پہچان کر مان لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی رات کے چاند کو تمام دنیا نہیں دیکھ سکتی مگر وہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اندھوں کے سوا سارے لوگ دیکھ لیتے ہیں۔ تو اس وقت آپ کی شان اور قدر کو کون سمجھ سکتا تھا لیکن آج اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا۔ گو خدا کا مسیح اب موجود نہیں ہے مگر اس کے لگائے ہوئے پودے کو خدا خود سیراب کر رہا ہے اور خدا کے ملائکہ اس کے بوئے ہوئے بیج کی پرورش کر رہے ہیں۔ ہماری طرف سے کون سی کوشش ہوئی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ لوگوں کے پاس کسی نہ کسی ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں پہنچ ہی جاتی ہیں۔ سیلون سے ایک آدمی کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے آپ کی کتابیں دیکھیں اور آپ کو مان چکا ہوں۔ اب مجھے آپ بتلائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کس طرح میں اور لوگوں کو بھی یہ حق پہنچاؤں۔ ہماری طرف سے وہاں کون گیا ہے اور کس نے اس کو کتابیں دی ہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا ہی کام ہے۔ ماریشس سے ایک آدمی کا خط آیا ہے۔ وہ بھی اسی طرح لکھتا ہے ہم میں سے کس نے یہ کوشش کی ہے اور کون وہاں گیا ہے، کوئی نہیں گیا۔ یہ باتیں اسی نے وہاں پہنچائی ہیں جس نے تمام دنیا میں سے ایک بے نشان بستی میں رہنے والے انسان کے دل کو اپنے لئے چنا اور جس میں یہ قدرت تھی اسی نے ان دلوں کو دنیا میں تلاش کیا جن میں اس کی تائید کا جوش پایا جاتا تھا اور اسی نے سیلون اور ماریشس وغیرہ میں ایسے دل تلاش کئے جن میں صداقت کا مادہ تھا۔

اسی قادیان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نہیں جانتے کہ مرزا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کیا کرتا رہا ہے۔ وہ ایک دکانداری سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ مرزا کا

خدا تعالیٰ سے کیا تعلق تھا اور خدا تعالیٰ کا مرزا سے کیا تعلق تھا۔ مگر سیلون، افریقہ، عرب، ماریشس، برما، مالابار وغیرہ علاقوں میں کس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کی صداقت کا بیج پھیلا دیا اور کس طرح اپنے فضل سے اب پھیلا رہا ہے۔ واقعہ میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل بے انتہا ہیں لیکن لوگ قدر نہیں کرتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ لوگ کونسا ایسا کام کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ان میں ایک نبی مبعوث فرماتا ہے اور پھر ایسے لوگوں میں جو کہتے ہیں کہ ہم اس نبی کو قبول نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ لوگ اس کو رد کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ ان کو دیتا ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ اس انعام کا اعادہ کرتا ہے۔ لوگ کفر کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس پر اصرار کرتا ہے اور انہیں یہ انعام عنایت فرماتا ہے۔ یہ خالق ہی کا کام ہے جو اس طرح کرتا ہے۔ حدیثوں میں ایک خبر آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ''مسیح ایک منارہ پر نازل ہوگا'' ۲ حضرت مسیح موعودؑ نے اس منارہ کے بنانے کی تجویز کی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو پورا کرنا انسان کا فرض ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مینار کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس وقت کے حالات کے مطابق مینار کا بننا مشکل کام تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت صاحب نے مشورہ کیلئے چند آدمی جمع کئے تھے۔ بھٹہ تیار ہو رہا تھا۔ اینٹیں بن رہی تھیں۔ بنیادیں کھودی جا رہی تھیں کہ حکیم حسام الدین صاحب مرحوم آئے انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر کہا حضور! اس کے لئے دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے حضرت صاحب بار بار فرماویں کہ کوئی ایسی تجویز بتاؤ کہ اس سے کم روپیہ خرچ ہو ہماری جماعت کمزور ہے کہاں دس ہزار روپیہ دے سکے گی۔ اس وقت واقعی اس قدر روپیہ کا جمع ہونا بھی مشکل تھا۔ مگر آج باہر جا کر دیکھو ڈیڑھ لاکھ کی عمارتیں کھڑی ہیں اس وقت جتنا منارہ بنا بنا اور پھر اس وقت بعض وجوہات سے بننا رُک گیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ حضور نے مینار بنانے کے متعلق اعلان کیا تھا کہ بنے گا اور اب روک دیا گیا ہے اس لئے مخالف لوگ ہنس رہے ہیں اور ہم سے تمسخر کرتے ہیں۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اگر سارے کام ہم ہی کر جائیں تو بعد میں آنے والے لوگ کیا کریں گے اور وہ کس طرح ثواب لیں گے پھر آپ نے فرمایا کہ بہت سی برکات ایسی ہیں جن کا نزول مینار کے بننے پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام اندازے کے مطابق چلتا ہے اور جو وقت اس کے پورا ہونے کا

ہوتا ہے اس سے پہلے خواہ کتنا ہی زور مارا جائے نہیں ہو سکتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا عظیم الشان انسان فرماتا تھا کہ مینار کے خرچ کے لئے دس ہزار سے کم روپیہ کا اندازہ کرو کیونکہ جماعت اس کو برداشت نہیں کر سکتی۔ پھر آج یہ وقت ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کی عمارت باہر تیار کھڑی ہے اور اس کا سب روپیہ اسی جماعت نے دیا ہے۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ اگر سب کام ہم ہی کر جائیں تو دوسروں کو ثواب کا موقع کس طرح ملے۔ اللہ تعالیٰ نے شاید اس کیلئے یہی زمانہ رکھا ہوگا۔ پرسوں مجھے خیال آیا کہ ہم نے جہاں اور بہت سے کام شروع کئے ہوئے ہیں اور پانچ چھ ہزار روپیہ کا ماہوار خرچ ہے وہاں اس کو بھی شروع کر دیا جاوے اور اس میں بھی کچھ خرچ ہوتا رہے اور یہ آہستہ آہستہ بنتا رہے اور خدا تعالیٰ ہمیں اس کی تکمیل کا شرف عطا فرمادے اور اس کی برکات کی وجہ سے ابتلاء دُور ہو جاویں۔ مینار کی تکمیل ہونے پر حضرت صاحب نے بہت سی برکات کے نزول کا وعدہ فرمایا تھا۔ آج کل بہت سے ابتلاء آنے والے ہیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہی ان میں بھی تخفیف کر دے اور ہمیں بچالے۔

شائد تم لوگ یہ سامنے کی کھٹ کھٹ دیکھ کر حیران ہو گے کہ یہ کیا ہونے لگا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ ایک امانت ہمارے ذمہ تھی۔ میں نے چاہا کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو اس کو پورا کیا جائے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر اس کام کو شروع کرا دیں۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملتی رہے گی مینار بنتا رہے گا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی مکمل ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی کام ادھورا نہیں رکھنا چاہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کام تو جتنے شروع کئے تھے سارے ہی ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کون ان کو پورا کرے گا مگر خدا تعالیٰ جس کا خود کفیل ہو اس کے کاموں کو کون روک سکتا ہے سو اس کی توفیق سے سب کام ایک ایک کر کے پورے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ یہ کام بھی ہماری زندگی میں پورا ہو جائے تا کہ حضرت صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ ثواب کون لے اس کے ہم ہی مستحق ہو جائیں اور ہم ہی لے لیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید ہے۔ مگر تم دل سے اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی قدر اور شکر کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ [۳] اگر انسان خدا کے انعامات کا شکر کرے تو خدا تعالیٰ شکر

کرنے والے کو بڑی ترقیات دیتا ہے۔ سوتم یہ خیال مت کرو کہ تم نے بھی دین کی کوئی خدمت یا کام کیا ہے بلکہ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں دین کی خدمت کرنے کا موقع دیا ہے۔ تم اپنی خدمات کا خیال کبھی دل میں نہ لاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے خدمات دین کیں انہیں کو ٹھوکر لگتی ہے اور پھر ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ پھر ان کو اُٹھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

پس تم یہ خیال نہ کرو کہ ہم نے یہ کام کیا ہے تمہاری ہستی ہی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کبھی نہیں کہا کہ میری وجہ سے اس طرح ہوا ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور وفات کے بعد کہاں جائیں گے تو آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا تو جنت میں جاؤں گا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کیا آپ کو بھی جنت میں جانے کی نسبت معلوم نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں جانا اعمال پر منحصر نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ وہ جس کو چاہے جنت میں داخل کر دے گا [۴] تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان نے بھی اپنا جنت میں جانا اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر بتلایا۔ اور آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ایسے ایسے کام کئے ہیں اس لئے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ بلکہ آپ نے اعمال کو ہیچ سمجھا تو اور کون ہے جو اپنے اعمال پر بھروسہ رکھ سکے۔ جب حضرت خَاتَمَ النَّبِيِّنَ جیسا انسان اتنی احتیاط کرتا ہے اور وہ بھی خدا کی قدرت اور جمال کو دیکھ کر اپنی کمزوری اور عاجزی کا اقرار کرتا ہے تو تمہاری کیا ہستی ہے۔

پس تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرو۔ اگر تمہارے ہاتھوں سے کوئی خدمت سرانجام ہو تو یہ نہ کہو کہ ہم نے ایسا کیا بلکہ خدا کا شکر کرو۔ کیا لاکھوں انسان ایسے نہیں؟ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم ہی نہیں۔ انہیں آپ کی شناخت کا موقع نہیں ملا لیکن تم نے کیا کیا تھا کہ تمہیں شناخت کی توفیق ملی، یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔ پھر کیا لاکھوں انسان ایسے نہیں ہیں جن کو آپ کی خبر ہوئی لیکن انہوں نے انکار کر دیا لیکن تمہارے کون سے اعمال تھے کہ تمہیں مسیح موعود کے ماننے کی توفیق ملی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل، رحم اور احسان ہی تھا اور کچھ نہ تھا۔ پھر کیا ہزاروں انسان ایسے نہیں ہیں جنہوں نے آپ کا انکار تو نہیں کیا لیکن ان کو ایمان لانا نصیب نہیں ہوا لیکن تم میں کون سی خوبی تھی کہ تمہیں یہ موقعہ حاصل ہوا، یہ صرف خدا تعالیٰ کا فضل ہی تھا۔ پھر کئی انسان ایسے ہیں جنہوں نے آپ کو مان کر انکار کر دیا لیکن تم

نے کون سے ایسے کام کئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ایمان کی حفاظت کی، یہ محض اس کا فضل تھا۔ پھر ایسے بھی انسان ہیں جنہوں نے مان کر انکار تو نہیں کیا لیکن کسی اور وجہ سے ان کو ٹھوکر لگ گئی ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ تم محفوظ رہے ہو، یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔

پھر ہزاروں لوگ قادیان میں آئے لیکن انہیں خدمت دین کا اس قدر موقع نہ ملا جس قدر تم کو ملا ہے لیکن تم نے کون سا کام کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو یہ موقع دیا ہے، یہ اس کا احسان اور فضل ہی ہے۔ تم میں سے کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میری وجہ سے یہ جماعت بڑھی اور میری وجہ سے یہ سلسلہ قائم ہوا۔ جو خدا اتنے دلوں کو یہاں پھیر کر لایا ہے اور آج تک مسیح موعودؑ کے کاموں کو انجام دیتا رہا ہے، وہ اب بھی باقی کاموں کے لئے تمہارا ہرگز ہرگز محتاج نہیں ہے۔ تم اگر کوئی خدمت دین کرتے ہو تو شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اپنے فضل سے یہ موقع دیا ہے۔ انبیاء کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا بھی کیا عجیب حال ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ ایک صحابی[۵] کو بلا کر فرمایا۔ کیا تمہیں کچھ بتائیں۔ اس نے عرض کیا حضور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں تمہیں سورۃ البیّنۃ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) پڑھاؤں۔ اس نے زور دے کر پوچھا۔ کیا خدا نے آپ کو فرمایا ہے کہ آپ مجھے یہ سورۃ پڑھائیں اور اس فقرہ کو بار بار دہراتا اور زور زور سے روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا میں بھی اس لائق ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے یاد کرے[۶] تو واقعہ میں انسان کا یہی کام ہے کہ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھے۔ لاکھوں انسان مسیح موعودؑ کے زمانہ کو ترستے گئے ہیں۔ پھر وہ کیسے خوش قسمت ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیج کر اپنی طرف بلایا اور ان سے کچھ کام لیا۔ اگر انسان اپنے آپ کو اور خدا کے احسانوں کو دیکھے اور غور کرے تو اسے اپنی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اس سے زیادہ اللہ کا اور کیا فضل ہوگا کہ ایک نطفہ سے پیدا شدہ کو خدا فرمائے کہ ہم تم سے یہ کام لیتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی قدر کرو اور دعا کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے یہ کام بھی لے لے۔ حضرت صاحب نے اس کیلئے بڑی بڑی دعائیں کیں اور بڑی بڑی دعاؤں کے بعد اس کی بنیادیں رکھی تھیں۔ شاید ہماری ہی غلطیوں کی وجہ سے اس میں روک پڑ گئی ہو۔

آؤ اب ہم دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں تا کہ خدا تعالیٰ اس کی تکمیل کی ہمیں توفیق دے۔ اور شکریہ ادا کرو کہ تم کو بہت سے کام کرنے کی توفیق ملی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سے

نیک اور پاک خدمتیں لے اور ہم شکر کریں کہ ہم میں تکبر پیدا نہ ہو۔ پہلا گناہ ہی اباء ہے جو تکبّر سے پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اباء اور استکبار سے محفوظ رکھے۔ ہمارا انجام نیک ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضاء کے ماتحت ہماری زندگی اور موت ہو۔ اس کی رضاء کے ماتحت جو کام ہم سے ہو گئے ہیں یا ہوں گے ان سے آگے دنیا کو فائدہ ہو اور ہم کو ثواب پہنچے۔

(الفضل ۳۔ دسمبر ۱۹۱۴ء)

۱۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ

۲۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفته

۳۔ ابراھیم :۸

۴۔ بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومة عَلَى العمل۔

۵۔ اس صحابی کا نام ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھا۔

۶۔ بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُبی بن کعب